Vol.2

A Criticism Of
HUMAN THOUGHTS

Early Islam & Modern Islam

By

Allama Mulawvi Imad-ud-Din Lahiz

تنقید الاخیالات

رسالہ دوم

اسلام قدیم اور اسلام جدید کے بیان میں

یہ رسالہ

آنزیبل سید احمد خاں صاحب سی اس آئی

کے بعض خیالات کے جواب میں

علامہ پادری مولوی عماد الدین لاہز

نے مقام امرتسر میں لکھا

اور یہ تمام کتاب جس کا نام تنقید الاخیالات ہے اور متعدد رسالوں

میں نکلے گی صرف سید صاحب موصوف کے خیالات کے

جوابات میں لکھی جاتی ہے

یہ رسالہ

بنظر رفاہ عام پنجاب ریلجس بک سوسائٹی کی طرف سے

الہ آباد

مشن پریس میں طبع ہوا سنہ ۱۸۸۲ء

Allama Mulawvi Imad-ud-Din Lahiz

تنقید الخیالات

www.muhammadanism.org

Urdu

May.09.06

سید صاحب کا دوسرا خیال
اسلام قدیم واسلام جدید کی بابت

یہ خیال سید صاحب کا تہذیب الاخلاق کے متفرق اوراق میں مذکور ہے یہاں میں صرف خلاصہ اُن کے خیالات کا بطور حاصل کلام کے جیسا میں سمجھتا ہوں لکھتا ہوں توبھی دیکھنا چاہیے تہذیب الاخلاق جمادی الاول سنہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ ۲۰، وسنہ ۱۲۹۷ ہجری صفحہ ۲۰۲ وغیرہ۔

- وہ فرماتے ہیں کہ اسلام کی وہ حالت مجموعی جوتیرہ سوبرس سے دنیا میں اسلام کہلایا درحقیقت وہ اسلام نہ تھا وہ تو علماء محمدیہ کا تراشا ہوا یا قرآن حدیث کے درست مطلب نہ سمجھ کر نکالا ہوا اسلام تھا اگرچہ کچھ اُس میں درست بھی تھا تو اسی قدر درست تھا جس پر کچھ اعتراض نہ پڑتا ہو۔ اورجتنی باتوں پر علوم سے یا غیراشخاص سے اعتراض واقع ہوئے ہیں وہ سب نقصان کی باتیں ہمارے بزرگ عالموں کی غلطی سے اسلام میں قرارپکڑے ہوئے ہیں۔ وہ حقیقی خیالات اسلام کے نہ تھے وہ گویا کاٹھ کی ہنڈیاں تھی جو اس وقت جل رہی ہے۔

مراد اُنکی یہ ہے کہ جس کو آج تک اُمت محمدیہ نے اسلام سمجھا وہ اسلام نہ تھا اسی لئے توجو جو اعتراض دنیاوی علوم کی روشنی سے یا مخالفوں سے اُس پر وارد ہوئے وہ سب برحق نکلے اور وہ اسلام پوری شکست کھاگیا فی الحقیقت جوسچا اسلام ہے وہ درُست اور مضبوط ہے گویا وہ اس بات کی ہنڈیا ہے اوروہ آج تک سب محمدی عالموں کی نظر سے پوشیدہ رہا اب ہم اس کو تیرہ سوبرس بعد ظاہر کرتے ہیں اوراُس کا خیال اس زمانہ میں صرف مجھ سید احمد خاں ہی کو آیا ہے اورمیں اپنا فرض سمجھ کر دیانتاً اُن خیالوں کو ظاہر کرتا ہوں۔

پھر وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ مسلمان لوگ اُن ہدایتوں میں سے جو حضرت محمد نے انہیں شروع میں کی تھیں جلدی نکل کر پھر حالت جہالت میں چلے گئے تھے (لیکن سید صاحب یہ نہیں بتلاسکتے کہ کس عہد تک اُس درست راہ پر مسلمان رہے تھے تاکہ ہم اُس عہد کے خیالات کا مقابلہ سید صاحب کے خیالات سے کریں)۔

اب میں کچھ کہتاہوں واضح ہو کہ میں بھی ایک مسلمان ہی کے گھر میں پیدا ہوا تھا اورمسلمان ہی میں جوان ہوا پھر میں نے اسلام کو اس لئے چھوڑدیا کہ اس کی نسبت صحیح اوردرست تحقیقات کے بعد مجھے کامل یقین پیدا ہوگیا کہ وہ خدا کی طرف سے نہیں ہے اورعیسائی دین کی نسبت مجھے یہ دریافت ہواکہ صرف وہی جہان میں سچا دین اللہ کا ہے اورتمام عقلی مذاہب اورسب متفرق مذاہب کچی بنیاد پر قائم ہیں۔لیکن اب سید صاحب کا وہ خیال جواُوپر مذکورہے معلوم کرنیکے بعد مجھے بھی یہی خیال آیاکہ شاید میں نے کہیں دھوکا کھایاہو اوراسلام کے چھوڑنے میں ،میں نے اسلام کے ساتھ کچھ بے انصافی کی ہو اورشائد سید صاحب کا وہ خیال درست ہو کہ ایک شخص کی غلطی دوسرے شخص سے درست ہوجاتی ہے پس میں نے سید صاحب کے خیالات پر حتی المقدوربہت فکر کیا کہ وہ کہتے ہیں پر مجھے معلوم ہوا کہ سید صاحب کا خیال ہرگز درست نہیں محض غلط باب ہے کہ اسلام قدیم اسلام نہ تھا اوراسلام جدید جو سید صاحب دکھلاتے ہیں درست اسلام ہے۔

قدیمی اسلام جس کو وہ کاٹھ کی جلتی ہنڈیا بتلاتے ہیں یقیناً وہی حقیقی اسلام ہے جو حضرت محمد نے اپنی اُمت کو دیا تھا۔پر وہ نیااسلام جسکو وہ اس بات کی ہنڈیا کہتے ہیں اوراب ان ایام میں اُنہوں نے تجویزکرکے نکالا اوراہل ہند کے سامنے پیش کیا ہے وہ ہرگزاسلام نہیں ہے بلکہ اُس میں اکثروہ خیالات بھرے گئے ہیں جو ہندوؤں کے ایک برھموفرقہ کے ہیں اوروہ بھی چند روز سے کلکتہ شہر میں نکلے ہیں اورمحض ناکارہ خیال ہیں۔

یا اُن لوگوں کے بعض خیالات اسلام میں داخل کئے ہیں جوقدیم زمانہ سے آج تک انبیائی سلسلہ کے مخالفوں کے ہیں جن کو دنیاوی عقلمند کہتے ہیں سید صاحب اُن لوگوں کے خیالوں کو اسلام کے بعض عربی فقرات میں لپیٹ کر اسلام میں شامل کرلینا چاہتے ہیں۔

یہ دعویٰ سید صاحب کا سن کر شروع میں مجھے ایسا خیال آیا تھاکہ شاید سید صاحب اسلام قدیم کے وہ زواید جوپیچھے سے اُس میں پیدا ہوگئے ہیں کاٹ چھانٹ کر خالص اسلام اپنے لفظی عبارت کی خوبصورتی کے لباس میں دکھلائینگے

لیکن اب جو کچھ اُنھوں نے دکھلایا اُس سے معلوم ہوا کہ وہ تو کہیں سے چلے گئے حقیقی اسلام اُن کے ہاتھ میں سے نکل گیا اور ایسا چھوٹا کہ بہت ہی دور رہے گا۔ اسی سبب سے اکثر محمدی عالموں نے اُن کی نسبت سخت فتوے لکھنے شروع کردئے پر مجھے اُن کے فتوؤں سے کچھ سروکار نہیں ہے۔

ہاں یہ میں بھی کہتا ہوں کہ اسلام فی الحقیقت وہی چیز ہونی چاہیے جس کو مسلمانوں نے آباء روحانی نے حضرت محمد سے پایا ہے خواہ وہ کاٹھ ہنڈیا ہو یا اسبات کی۔ یایوں کہو کہ اسلام وہی چیز ہے جو قرآن وحدیث سے بتبادرذہن میں اہل زبان کے آیا ہے اور ابتداء دعوی نبوت سے بیس برس تک دنیا میں رہے کر حضرت محمد نے جس کی تعلیم قولاً وفعلاً دی ہے اور اُسکی عقدہ کشائی کی ہے۔

یہ بات تو دنیا میں دیکھی جاتی ہے کہ کسی مرُشد برحق یا غیر برحق کے خیالات پر اہل غرض اور بے احتیاط مفسر کبھی کبھی اپنے خیالات کی قلعی چڑھالیا کرتے ہیں۔ جیسے امام فخر الدین رازی نے قرآن کی ایک تفسیر کبیر لکھی ہے جس کو محمدی خیالات سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہے بلکہ اتقان نوع ۸۰ میں جو اہل اسلام میں ایک معزز کتاب ہے یوں لکھا ہے کہ امام فخر الدین نے اپنی تفسیر کو اقوال حکما اور فلاسفہ وغیرہ سے بھر دیا ہے اور کہیں سے نہیں نکل گیا ہے یہاں تک کہ دیکھنے والے کو تعجب آتا ہے موردیت کی عدم موافقت سے۔ اور ابوحیان نے کہا کہ نحو میں امام رازی نے اپنی تفسیر کے درمیان بہت ایسی لمبی چوڑی باتیں جمع ہوتی ہیں جنکی حاجت تفسیر میں کچھ نہیں ہے۔ اسی لئے بعض علما نے کہا ہے کہ جو کچھ بھی اس کی تفسیر میں ہے۔ مگر قرآن کی تفیسر نہیں ہے۔ بدعتی کا نور کچھ ارادہ نہیں مگر یہ کہ آیتوں میں تحریف کرے اور اپنے فاسد مذہب کے مطابق اُنہیں بنائے۔ اس طرح پر کہ جب کوئی وحشی بھاگتا ہوا خیال بعید اقتضا سے بھی اُس پر ظاہر ہوا یا کوئی ذرا سا موقع ہے اُس نے پایا تو اُسی کی طرف دور کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اسی طرح ایک اور تفسیر کشف الاسرار نامے ہے جو خیالی تکوں سے بھری ہوئی ہے اُسکے مصنف نے اپنی طبعیت کی جولانی سے جو چاہا فقرات یا الفاظ قآن یا مجموعہ قصص کی نسبت صوفیانہ طور سے لکھ دیا ہے جیسے

کسی نے کتاب گلستان کی شرح تصرف کے مدارج میں بڑی چترائی سے کرکے دکھلائی ہے اور وہ خیالات جو ہرگز سعدی کے ذہن میں نہ تھے اُس پر چسپاں کردئے ہیں۔

اسی طرح دنیا میں بہت کچھ ہوتا رہتا ہے کہ لوگ کسی مشرد یا مصنف متوفیٰ کے خیالوں پر اپنی طبع واعضانہ یا منشیانہ کی جولانی سے وہ اپنے خاص خیال جن کو وہ پسند کرتے یا ایجاد کرتے ہیں جمالیا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اُس مصنف یا مُرشد کا ارادہ تھا تاکہ اُس مصنف یا مُرشد کے پیروؤں کو دھوکا دے کر اپنا پیرو بنائیں اور بعضے ناسمجھ کوتاہ اندیش اُن کے دھوکے پھنس کر یقین بھی کرلیا کرتے ہیں کہ وہی ارادہ اُس مرشد کا یا وہی مطلب اُس مصنف کے متن کا ہے۔

انجیل جلیل کی نسبت بھی ہم دیکھتے ہیں کہ بدعتی لوگوں نے اپنی حکمت کے موافق اُس کی تفسیر کرکے الٹی باتیں نکالی تھیں پھر کیا ہوا اُن کا بطلان ظاہر ہوا اور بناوٹ کھل گئی کیونکہ اُن بے ریا محققوں نے جو مُرشد کے خالص خیالات ڈھونڈھتے ہیں بدعتوں کا پردہ فاش کردیا اور متن کلام کے تبادر سے اور کلام کی کلام سے تفسیر دیکھ کر اور اُن علماء مومنین اہل زبان کے اتفاق سے جو ہم عصر یا قریب العہد تھے ٹھیک مطلب مُرشد کا معلوم کرلیا اور زواید اغیار کو الگ کرکے صاف دکھلادیا ہے۔

اگر سید صاحب زواید اسلام کو خارج کرکے خالص اسلام جو قرآن حدیث میں ہے دکھلاتے اور پھر ثابت کرتے کہ علوم کی روشنی اور مخالفوں کے اعتراضوں سے یہ خالص اسلام محفوظ ہے تو درحقیقت اُنکی کوشش تحسین وشکر کے لائق تھی۔

مگر اُنہوں نے توکچھ اورہی کام کیا جس میں اُن کی کامیابی محال ہے اور اگرچہ فی الحال بعض اشخاص اُنکی طرف ہوگئیء اور شور مچاتے ہیں پر ہم اسے پانی کا بلبلا سمجھتے ہیں کوئی دن کے بعد سب چپ کر جائینگے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ انہوں نے وہ تمام اُصول ہی پھینک دئے ہیں جن پر اسلام کی بنیاد حضرت محمد نے قرآن میں قائم کی تھی اور یقیناً وہی اصول اسلام کے تھے۔

لیکن سید صاحب نے ملحدوں اور لا مذھبوں اور حکماء مخالفین انبیاء کے اُصول اور کلکتہ کے بنگالیوں کے خیال

جنکے دلوں میں سے بت پرستی کو انگریزی تعلیم نے نکالا اورملحدانگریزوں کے اُصول جمع کرکے قرآن حدیث میں چسپاں کرنیکا پورا بندوبست کرلیا۔ اوریہ بھی اسی طرح پر کہ قرآن حدیث کے صاف وصریح مطلب کو تحریف معنوی اوراجنبی تاویلوں سے دھکے دے کر وہاں سے نکالتے ہیں اوراپنے مرغوب خیالوں کو وہاں بٹھلاتے ہیں جوہرگز بیٹھ نہیں سکتے۔

اوریہ کام اس مراد سے ہے کہ اسلام قدیم کے اُصول وخیالات مخالفوں سے شکست کھاچکے ہیں لیکن جب وہ اس طرح کی الٹ پلٹ اُس میں کرلینگے تومخالفوں کے اعتراض پھر اُس اسلام جدید پر نہ ہونگے کیونکہ سید صاحب کے گمان میں ان عقلا کے خیالات زیادہ تر مضبوط وصحیح یا اُستوارہیں بہ نسبت انبیائی خیالات کے۔

اس صورت میں سید صاحب کو ایک بڑی مشکل بھی درپیش آئی ہے کہ تمام کتب مسلمہ اہل اسلام کو چھوڑنا پڑا اوربہت سی تواریخی باتوں کوبھی تبدیل کرکے اپنے دل سے نئی تواریخ تصنیف کرنی پڑی اوربعید ازتبادرتاویلات سے قرآن کو اُس کے سیاق کے خلاف بنانا پڑا اورپھر بھی ایک سخت مشکل باقی ہی رہیگی کہ سند اُن خیالات کی جو وہ دکھلاتے ہیں حضرت محمد تک نہ پہنچی تب یہ حال ہوگیا کہ قرآن توحضرت محمد نے دیا اورمعنی اُس میں تیرہ سوبرس بعد سید صاحب نے ڈالے اورسند اُن معنوں کی نہ حضرت محمد کی طرف مگر اہل الحاد کی طرف پہنچی۔

اسی واسطے میں نے کہا تھاکہ حقیقی اسلام اُن کے ہاتھ سے نکل گیا اورایک اورہی اسلام جواُنہوں نے تصنیف کیا ہے اُن کے ہاتھ میں آگیا۔اوریہ خیال اُن کا کہ ایسی ترتیب اورحکمت سے وہ اسلام کو مخالفوں کے حملوں سے بچائینگے میرے گمان میں درست نہیں ہے کیونکہ ہمیشہ معترض یوں کہینگے کہ حقیقی بات تویوں تھی اوراُس پر یہ اعتراض تھا اوراب نئے اسلام کی نئی بات یہ ہے اوراس پر ہمارا اعتراض یہ ہے۔

بلکہ میرے خیال میں اسلام قدیم کی نسبت اسلام جدید پر زیادہ ترسخت اعتراض واقع ہوتے ہیں جن کا ذکر اسی میری کتاب تنقید الاخیالات میں ہوتا ہے اورآئینہ بھی اور لوگوں سے ہوگا۔

پراس رساله میں ناظرین کو اجمالاً یه معلوم ہوجائے که اسلام جدید کے اُصول بالکل اسلام قدیم کے اصولوں کے برخلاف ہیں اورکل انبیاء کے بھی۔

جس قسم کا منشا اسلام قدیم میں مذکور ہے اُس کے علاوہ اورہی ایک منشا اس کا اسلام جدید میں تجویز ہوا ہے اورجس قسم کے الہام اوروحی کا اسلام قدیم مُدعی تھا اُس کے خلاف اورہی قسم کا الہام اوروحی اس اسلام جدید میں فرض کیا گیا ہے اورجس قسم کا خدا قرآن حدیث میں حضرت محمد نے پیش کیا تھا اُس کے محض برخلاف ایک اورہی قسم کا خدا اسلام جدید میں تجویز کیا گیا ہے۔ اس طرح دوزخ بہشت اور ،اوراصولی باتوں میں بہت ہی بڑی تبدیل کی گئی ہے۔

اس تبدیل شده حالت مجموعی اسلام کے دیکھنے سے کبھی کوئی دانشمندیقین نه کریگا که اتنا بڑا دھوکامحمدی عالموں نے کھایا ہوکه حضرت محمد صاحب کے تمام اصولوں میں سے کسی اصول کو بھی وه دُرست نه سمجھے ہوں ایسا دھوکا کھانا عقلاًمحال ہے۔

علاوه ازیں قرآن وحدیث جوموجود ہے وه زیاده ترمناسب ہے اُس مُراد کے جواسلام قدیم کی مراد ہے۔ اوراپنے تبادرسے زیاده ترمخالف ہے۔ اسلام جدید کا جس سے وه قلعی کیا جاتا ہے۔

خیر اگروه اسلام نه تھا اوریه اسلام ہے تواب میں اس کی طرف بھی غور کرونگا اوراس کا حسن وقبح بھی دیکھونگا اورناظرین کودکھلاؤنگا لیکن پہلے میں اسلام قدیم کی نسبت جو کہنا چاہتاہوں سن لینا چاہیے اوروه یه ہے۔

سید احمد خاں صاحب معه اپنے تمام ہم مذھبوں کے اس بات کے قائل ہیں که اسلام قدیم ضرور شکست کھاگیاہے علوم جدید کی روشنی سے اورمخالفوں کے اعتراضوں سے۔

اس بات پر میں خدا تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر کرتاہوں که ہمارا دعویٰ جس کا ذکر ہم لوگ بہت برسوں سے کرتے تھے اور بعض مولوی صاحب ہمارے برخلاف ناحق بولتے تھے اب وه دعویٰ بعض معتبر ذی شان مسلمانوں ہی کے منه سے سنا جاتا ہے که سچ نکلا۔

لیکن اپنی تصانیف میں جہاں تک سید صاحب نے اسلام قدیم کی شکست علوم جدیدہ کی روشنی سے دکھلائی ہے تو وہ میرے گمان میں اُس کی کچھ شکست نہیں ہے کیونکہ صرف چند خیال قدیمی حکماء مخالفین انبیاء کے ہیں جن سے کوئی مذہب مدعی الہام ونبوت ہرگز شکست کھاہی نہیں سکتا بلکہ وہ حکما ہی اُن خیالوں کے سبب سے اہل مذاہب اورسب طالبان سچائی کی نظروں میں حقیر رہتے ہیں اوررہینگے مثلاً خدا کا محالات عادیہ پر قادرہونا حکم نہیں مانتے اسلام اس حیال کا قائل ہے۔ اس لئے وہ اس امر میں پسندیدہ شی ہے اب کوئی نہیں کہہ سکتا کہ حکما کے اس خیال نے اسلام کوشکست دیدی ہے بلکہ اس مکروہ خیال کے سبب سے مذہب حکما خودشکست خوردہ ہے نہ اسلام۔

ہاں عیسائی مصنفوں سے اورخدا کے کلام برحق سے اسلام قدیم وجدید نے بھی خوب ہی شکست کھائی ہے جس کا دفعیہ بھی سید صاحب نے تفسیرالقرآن میں جا بجا کیا ہے جوفی الحقیقت نہیں ہوسکا اورمیں ہر ہرمقام کو ان رسالوں میں دکھلانا چاہتا ہوں۔

اس وقت یہ بات بھی یادکرنیکے لائق ہے کہ دیکھو انگریزی خیالات اور بائبل شریف کی روشنی سے ملک ہندوستان کا کیا ہوگیا کہ اہل فکر ہندومسلمان نے اکثر اپنے قدیم جنگ کے مورچے چھوڑدئیے اوراُن میں سے کچھ توعیسائی ہوگئے اورہوتے بھی جاتے ہیں۔اورکچھ لامذہب بن بیٹھے اورکچھ برھمو سماج ہوگئے اورکچھ آریہ سماج بن گئے سب کے پیچھے یہ نیچری مسلمان نکلے جودرحقیتقت محمدی برھم سماج ہیں اُنہوں نے سب سے آخر میں ظاہر کیاکہ ہمارا قدیمی اسلام بھی شکست کھاچکا ہمیں بھی اورکوئی جائے پناہ تلاش کرنی پڑی کیونکہ پرانا قلعہ ٹوٹ گیاہے اورہم شکست دھندے کوتو قبول کرنا نہیں چاہتے مگرایک اورریت کا دمدمہ باندھ کر جنگ کرینگے اس لئے اسلام جدید نکالتے ہیں کیونکہ ہم لکیر کے فقیر ہیں۔

پس اے بھائی عیسائیو یہ ان کے خیالات کی تبدیل چاہیے کہ تمہارے لئے بڑی شکر گزاری کا باعث ہواگرچہ وہ تمہارے ساتھ موافق نہیں ہوگئے بلکہ تمہارے مخالف ہیں پر یہ کتنی بڑی باتا ہے کہ قدیمی مورچے انہوں نے چھوڑدئیے ۔

اوراب جو وہ نئے مورچے لگاتے ہیں وہ کچھ چیز نہیں ہیں ریت کے دمدمے ہیں وہاں پر ہم اورہی قسم کے ہتھیاروں سے جنگ کرینگے۔ خدا کا شکر ہوکہ اُن کی روحوں میں حرکت توشروع ہوئی کہ نقل مکان یا جنبش روحانی کا آغاز ہوااُمید ہے کہ اُن میں سے بہت لوگ خدا کی طرف پھرینگے اورجو جونہ پھرینگے بلکہ آخر تک مخالفت پر رہینگے وہ نئے نئے گھر ہمیشہ دیکھر آخر اُسی بے سروسامانی میں انتقال فرمائینگے۔ ہمیشہ یہی حال انجیل جلیل کی فتح کا دیکھا گیاہے کہ جہاں کئی وہاں فتح پائی اورلوگ شکست کھاکر یا تومطیع ہوگئے یا ادھر اُدھر بھاگ گئے اورکوئی جگہ عمر بھر ایسی تسلی کی نہ پائی جہاں روح کوآرام ملے یہ خدا تعالیٰ کا رحم اورفضل ہے پر وہ انسانی سختی ہے غرض آنکہ اسلام قدیم کی شکست پر شادیانہ بجاؤ اوراسلام جدید پر چڑھائی کا انتظام کرو قادرمطلق خدا تمہارے ساتھ ہے دیکھو کچھ عرصہ بعد ہندوستان کا حال کیا سے کیاہوتا ہے جیسے کیا کیا ہوگیا۔

اسلام جدید کا بیان

(تہذیب الاخلاق جلد بابت سنہ ۱۲۹۲ ہجری صفحہ ۴۱ سے ۴۳، ۱۰۰)۔ سید صاحب اسلام جدید کی تعریف یوں کرتے ہیں کہ الااسلام ہو الفطرتہ والفطرتہ ہی الاسلام۔ یعنی اسلام جو ہے وہ فطرت ہے اورفطرت جو ہے وہی اسلام ہے اور فطرت اسلام کا دوسرانام ہے لامذہبی بھی درحقیقت اسلام ہے۔ کیونکہ لامذہب بھی کوئی مذہب رکھتا ہے اوروہی اسلام ہے۔

اگرتمام جہان کے مذہب کی اُن قیود وممیزات کو نکال ڈالو جن سے ایک مذہب دوسرے سے ممیز ہوا ہے توبھی کوئی چیز ایسی باقی رہیگی جوبلاتخصیص ہوگی اور وہی لامذہبی ہے اوروہی اسلام ہے اوروہی عین فطرت ونیچر ہے۔

جو آدمی نہ کسی نبی کو مانتاہو اورنہ کسی آوتار کو اورنہ کسی کتاب الہامی کو اورنہ کسی حکم کو جو مذاہب میں فرض اورواجب سے تعبیر کئے گئے ہیں بلکہ صرف خدائے واحد پر

یقین رکھتاہو وہ آدمی کسی مذہب میں نہیں ہے۔ مگر مسلمان ہے۔

اورجولوگ خدا کے بھی قائل نہیں ہیں وہ بھی مسلمان ہیں کیونکہ وہ حقیقتاً خدا کے منکر نہیں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی دلیل خدا کے ثبوت پر نہیں ہے۔ اورچونکہ خدا پر یقین کرنا انسان کاامر طبعی ہے اس لئے بلحاظ امر طبعی کے وہ بھی مصدق وجود باری ہیں اس لئے اہل جنت ہونے میں کیا باقی رہا۔

- پھر سید صاحب یہ حدیث سناتے ہیں کہ " من قال لا الہ اللہ فد خل الجنتہ وان زنیٰ وان سرق علیٰ رغم انف ابی ذرٍ اس حدیث پر سید صاحب کا بہت بھروسہ معلوم ہوتاہے کیونکہ کئی جگہ اس کا ذکر بڑے بھروسے کے ساتھ اُنہوں نے کیاہے۔ترجمہ اس کا یہ ہے کہ " فرمایا حضرت محمد نے کہ جوکوئی کہے کہ اللہ کے سوا کوئی اورمعبود نہیں ہے وہ بہشت میں داخل ہوگا اگرچہ وہ زانی وچوربھی ہو ابی ذرکی ناک پر خاک ڈال کربھی وہ بہشت میں داخل ہوگا۔
- پھر فرماتے ہیں کہ انبیاء صرف خدا کی وحدانیت پر یقین دلانے اوراُسی کی عبادت کی ہدایت کرنے کوآئے ہیں۔
- موحد آدمی اس پر کامل یقین رکھتا ہے لیکن وہ صرف نفس حالت کا منکر ہے اوراس لئے کسی رسول کو نہیں مانتا پس اس کا کفر شرعی ہے نہ کفر مطلق۔اورشرعی کفر موجب خلود النارنہیں ہے بلکہ کفرمطلق موجب خلود فی النا رہے۔

یہ سب سید صاحب کا بیانہے اوریہی اسلام جدید کی تعریف اسی کا نام اسلام جدید ہے یہی علماء محمدیہ کی نظروں سے بعید رہا اوریہی سید صاحب پر اب ظاہر ہوا حضرت محمد کی حقیقی تعلیم یہی تھی۔

پس اب میں کہتاہوں کہ اسلام کیا چیز ہے وہ انسان کی پیدائشی حالت ہے۔ جس کو فطرت یا نیچر کہتے ہیں پس لفظ اسلام میں شرعی کی اسی حالت کا بیان ہے جو محض نیچری حالت ہے جوکچھ علاقہ یہودیت اورعیسائیت اور محمدیت وغیرہ سے ہے۔ اسی وجہ سے لا مذہب اورمتشکی آدمی بھی

مسلمان بنتے ہیں کیونکہ اسلام کی حد سے وہ خارج نہیں ہیں اس نیچری حالت لاحقہ کے سبب سے جو ہر بشر کو اپنی فطرت سے حاصل ہے یہی تمام مجموعہ ہدایت جوقرآن حدیث میں ہے اورحضرت محمد سے یعنی اُن کی عقل کی ہدایت سے بموجب اُس دعوے کے جو رسالہ اول میں سید صاحب سے ہوا ملا ہے اس کا منشا بھی یہی ہوگا کہ انسان کو اُس کی حالت فطری پر متوجہ کرے۔ اوراگر کوئی آدمی بلا قبول اس مجموعہ ہدایت کے اُس نیچری حالت پر قائم ہے تواُسے اس مجموعہ ہدایت کی کچھ سخت ضرورت نہیں ہے۔چونکہ وہ اسلام کی اصلی عرض اپنے اندر رکھتاہے طبعاً پس اگرچہ وہ حضرت محمد کو بھی نہ مانے اورنہ اُنکی ہدایتوں کو لیکن لامذہب ہو تو وہ مسلمان اوربہشتی ہے پھر اگرچہ وہ چوری اورزناکاری بھی کیا کرے لیکن خدا کوایک جانے توبھی بہشت میں وہ جائیگا اورضرورجائیگا۔

یہ بیان توہم نے سید صاحب کا سنا لیکن پہلے ہمیں انسان کی حالت فطری یا نیچری پر فکر کرنا چاہیے کہ وہ کیسی حالت ہے آیاکچھ اچھی حالت ہے یا بُری حالت ہے اُسکے بعد ہم کچھ اوربولینگے سوواضح ہو کہ انسان کی حالت فطری میں ہمیں کچھ تو جسمانی تقاضے نظرآتے ہیں اورکچھ روحانی تقاضے نظرآتے ہیں اورایسے ظاہرہیں کہ سب آدمیوں سے مسلم ہیں۔

سید صاحب نے بھی تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۹۲ ہجری صفحہ ۵۹ میں سات امر طبعی دکھلائے ہیں لیکن اُن میں کئی ایک امر ہیں جو ہرگز امورطبعیہ میں سے نہیں ہیں پر بعض اُن میں سے ہیں اورمیں کہتاہوں کہ امورطبعیہ میں سے بعض روحانی تقاضے انسان کے یہی ہیں کہ انسان کی روح طبعاً ابدی زندگی اورکامل خوشی کی تلاش میں ہے اورایسی ایسی خواہشیں اُسکی طینت میں خالق سے رکھی ہوئی نظرآتی ہیں پر اُن خواہشوں کی تکمیل کی صورت نیچر میں تو کہیں نظرنہیں آتی ہے صرف سچے زندہ خدامیں جو صرف الہامی خیالات سے ثابت ہواہے اورجس کی بابت فطرت یا نیچر میں دس وتین کی کمی بیشی کے یقین کے موافق یقین حاصل عقلاً نہ ہوسکا یہ چند روحانی اور طبعی تقاضے فطرت کے پورے ہوسکتے ہیں اوریہ بیان عقل سے امکاناً اورالہام سے یقیناً کے

حکم میں ہے اوراُس خدا میں بھی جس کی طاقت نیچر معلومہ میں مقید دکھائی جاتی ہے کچھ اُمید انسان کے لئے ان فطری تقاضوں کی نہیں نظر آتی۔

لیکن صرف جسمانی فطری تقاضے جوانسان میں ہیں وہ کچھ تو مناسب اور واجب الادا ہیں اورکچھ مکروہ تقاضے ہیں یا وہی مناسب تقاضے کبھی مکروہ صورت میں ظاہر ہوتے ہیں عقلاً، یہ حالت تو فطری تقاضوں کی ہے۔

پھر انسان اپنی فطرت حالت میں بعض عمدہ خواہشیں اپنے اندر دکھلاتاہوا بڑے اندھیرے میں صاف نظر آتا ہے جھوٹ اورکینہ بغض حسد خود غرضی لالچ غرورو بدشہوت وغیرہ بُرے کام ضروراُس کے نیچر ہی میں داخل ہیں بڑی غفلت اور غنودگی اُس کے دل پر چھائی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور ضرور ہے اُس کی روحانی عمدہ خواہشوں پراُس کی جسمانی بدخواہشیں فطرتاً غالب ہیں اوراُس میں فطرتاً وہ قدرت بھی نہیں ہے کہ وہ بدی پر غالب آئے وہ چاہتاہے کہ نیکی کروں جوعقلاً نیکی ہے مگر فطرتاً بدی کا مغلوب رہتاہے اوریہ کیفیت اُس کی دنیا کی شروع سے آج تک عام تجروہ سے ظاہر ہے اس لئے صاف نظرآتا ہے کہ فطرت میں فتور ہے۔

اگرکوئی کہے کہ فاطر سے فطرت انسانی میں یہی کیفیت رکھی گئی ہے اور شرارت وبدی اوریہ تاریکی جو فطرت میں بھری ہوئی ہے اس کا بانی صرف خدا ہے ۔ چنانچہ سید صاحب بھی کچھ ایسا ہی خیال رکھتے ہیں تواس صورت میں فطری حالت پر راضی رہ سکتے ہیں اوراصلاح فطرت کی فکر چھوڑ کر فطری تقاضوں کی تکمیل کے درپے رہے کر فطری مسلمان بن سکتے ہیں مگر کسی اہل تمیز اوراہل فکر کا دل فطری حالت میں ہرگز چین نہیں پاسکتا اس لے کہ وہ اُسے آپ اُس کی فطرت ابھارتی ہے کہ وہ فطرت کی بدی سے نکلے اور فطرت خود گواہی دیتی ہے کہ مجھ میں فتور ہے۔

سچے پیغمبر خدا کے کہتے ہیں کہ گناہ کے سبب انسان کی فطرت میں فتورآگیا ہےآدم تواچھی فطرت میں اللہ سے پیدا کیا گیا تھا جس کے آثارابتک کچھ کچھ اس میں نمایاں ہیں لیکن اُس نے اپنی اُس طاقت کا استعمال نامناسب طورپر کیا جوخالق نے اُس میں ودیعت رکھی تھی اوراس طرح اُس نے

اپنی حالت کو بگاڑلیا خدا سے دوری ہوگئی اُس کی اصلی فطرت میں بگڑگئی لعنت کے نیچے آپڑا اوراُس لعنت کا فتور اُس کی فطرت میں گھس گیا اوربعد بگڑ جانے اس فطرت کے اُس سے اولاد پیدا ہونی شروع ہوئی اوریوں بُرے درخت کے بُرے پھل یہ سب آدمی دنیا میں درمیان اپنی فطرت کے دکھلاتے ہیں اپنی جڑ کی تاثیر سے اوراپنے افعال واقوال وخیالات کے درمیان بھی اُسی کڑوی جڑکی تاثیر دکھلاتے ہوئےء اپنی فطرت کے فتورپر گواہی دیتے ہیں۔

پس انسان کی فطرت میں جوفتور ہے اُس کو توہم اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں اورعقل سے سمجھ کر اُسکے قائل ہیں کہ ضرورفتور ہے پر اُس میں کہاں سے یہ فتورآگیا یہ بات عقل سے دریافت نہیں ہوسکتی عقل توجہاں ناچار ہے کہ کوئی قطعی فتویٰ دے سکے پروہ یوں کہتی ہے کہ دوہی احتمال ہیں یا تویہ فتورفاطرہی نے اس میں رکھ دیا ہوگا یا کہیں باہر سے اس کو لاحق ہوگیا ہوگا یہ دو احتمال عقل کے تھے مگر اُن لوگوں نے جو خدا کو بدی کا بانی اورمقدرشر بھی مانتے ہیں ایک احتمال عقل کا تھام لیا ہے جویقین کے لئے مفید نہیں ہے جیسے وہ دوسرا احتمال بھی کہ شائد کہیں باہر سے فتورلاحق حال ہوگیا ہے یقین کےلئے مفید نہ تھا۔ پر سچے پیغمبروں کے الہامی خیال کے ساتھ یہ احتمالی خیال مل کرکچھ قوی ہوگیا اورعقل نے یوں بھی کہا کہ ہمارا خالق جامع جمیع صفات کمال ہے کوئی ناقص اوربدصفت اُس میں نہیں ہے پھر وہ کب ہماری فطرت میں فتورکا باعث ہوا ہوگا اغلب ہے کہ کہیں خارج سے فتور آیا اس کے بعد عقل نے کہا کہ پیوندی درختوں کو اور موروثی امراض کو دیکھو کہ کیونکر تاثیر ایک سلسلہ میں جاری ہوجاتی ہے پس اس طرح کے قیاسات کے اجبار سے اورانبیاء برحق کی ہدایت الہامی سے ہم یقین کرتے ہیں کہ انسان کی فطرت میں گناہ موروثی اورمکسوبی کے سبب فتورہے۔

پیغمبر یہ بھی کہتے ہیں اورہماری عقل اس کو قبول بھی کرتی ہے کہ اس بگڑی ہوئی فطرت سے باہر نکلنا اورکھوئی ہوئی فطرت کو پھر پانا اسی کا نام نجات پانا ہے پس ہم کیا چاہتے ہیں یہی تو چاہتے ہیں کہ بدی سے فطرت نکلیں اورالہٰی طبعیت میں کہ وہی ہماری موروثی قدیمی فطرت ہے جوآدم

نے بگاڑدی تھی داخل ہوں اوریہی ہماری اورسب کی نجات ہے۔

اگراسلام آدمی کو نیچری حالت میں رکھتا ہے اوراُس کے باہر نہیں جانے دیتا اورآدمی کی کامیابی اُسکی نیچری غلامی میں بتلاتا ہے تواسلام ضرور ایک مہلک چیز ہے اورآدمی کی روح کا دشمن ہے اوراُسے ترقی اورنجات سے روکتا ہے۔ خدا تعالیٰ کا کلام برحق تویوں کہتا ہے کہ آدمی سلامتی کا منہ ہرگز نہیں دیکھ سکتا جب تک کہ وہ اپنی نیچری فطری حالت کی برائی سے جواُس کی روح وجسم کو فطرت سے لاحق ہے نکل کر الہٰی طبعیت کو حاصل نہ کرے۔ اوراسی طرح اُسے ضرور ہے کہ وہ ساری بدی سے الگ ہوتاکہ اُسکے ساتھ جوحقیقی نیک ہے یعنی اللہ تعالیٰ اُس شخص کی رفاقت ہوجائے کیونکہ خدا کوبدی سے نفرت ہے اور بد کے ساتھ وہ رفاقت نہیں رکھ سکتا اوروہ چیز جس کا نام بدی ہے انسان کے نیچریافطرت ہی سے نکلتی ہے۔

اسلام چاہتا ہے کہ آدمی حالت نیچری میں رہے یعنی اُسی مکروہ اورناپسندی عقل کی حالت میں جولعنت کے سبب سے اُس کے لاحق ہے پھر سید صاحب بہ سنہ اُس حدیث مذکور کے کہتے ہیں چوری اورزناکابھی کرتارہے لیکن موحد ہوبہشت میں ضرور جائیگا، یہ مراد اسلام کی سید صاحب دکھلاتے ہیں اگر کوئی آدمی اس مراد پر اسلام کوپسند کرتا ہے تو وہ نیچری ہوجائے نہیں تویہ مُراد اُس کی بہت ہی بُری مراد معلوم ہوتی ہے۔

اب یہ معلوم کرنا چاہیے کہ انسان کی حالت فطری میں وہ کون سی خصوصیت ہے جس سے وہ حالت لامذہبی اورشرك باری میں بھی مسلمان رہتا ہے اوربہشت میں جائیگا۔

سید صاحب اپنی عقل سے کہتے ہیں کہ وہ خدا کا ضرورت قائل ہے کیونکہ خدا کے وجود کا یقین انسان کا امر طبعی ہے۔ مگریہ مقام سید صاحب کا مجھے کچھ بحث طلب سا معلوم ہوتا ہے کیونکہ وہ قائل ہیں اس بات کے کہ ہریقین علم عقلی سے ہوتا ہے یہاں تک کہ عقلی احتمال سے بھی اُن کا کام نہیں چلتا اورعقلی یقین بھی وہ ایسا چاہتے ہیں جیسا دس

وتین کی کمی بیشی کا یقین ہے لیکن یہاں ایک فرضی امر طبعی کو موجب یقین دکھلاتے ہیں جس میں بہت حجت ہے۔

پھر اگر پوچھا جائے کہ امر طبعی مذکور کی شرح کیا ہے تو یہی کہتے ہیں کہ طبیعت انسانی خدا کی ہستی کی کچھ قایل سی ہے یعنی یہ کہ کوئی ہے جس نے پیدا کیا۔ اُس میں کچھ شرط وحدت وکثرت کی تومطلق نہیں ہے صرف ہستی کا خیال سا ہے بلادلیل کے جوکچھ امر طبعی ہوسکتا ہے اگرکوئی معترض یہ نہ کہے کہ امر تعلیمی ہے جو ایک نے دوسرے سے سیکھ لیا ہے۔

توبھی یہ خیال کہ کوئی ہے عام ہے مادہ ہی خالق ہے یا کوئی خاص قوت ہے یا تمام مجموعہ قویٰ خالق ہے یا کوئی خاص شخص ہے یا کوئی قوتوں کی کمیٹی ہے کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہے۔

پس اس امر طبعی کی خاصیت اقرار وحدت کی توہرگز نہیں ہے صرف کوئی ہے کا خیال ہے سوبھی ہرآدمی میں نہیں ہے دیکھو تہذیب الاخلاق مطبوعہ سنہ ۱۲۹۲ہجری صفحہ ۱۸ ۔ جہاں سید صاحب کہتے ہیں کہ بعض نیچری خدا کے منکر ہیں۔ پس اقرار وحدت اگرامر طبعی تھا توہر بشر کی طبیعت کو لازم ہونا چاہیے تھا پھر مُشرک لوگ متعدد معبود دونوں کے قائل ہیں اگر اقرار وحدت امر طبعی ہوتا تووہ مشرک نہ ہوسکتے کیونکہ ہرامر طبعی طبیعت کولازم ہے۔

پس اگر وجود باری کا یقین کچھ دھندھلا سا امر طبعی مانا بھی جائے تو وحدت کا خیال کیونکر امر طبعی بنے گا وحدت وکثرت دونوں امر تعلیمی ہیں نہ طبعی ہاں یہ کہنا دُرست تھا کہ اُس کی ہستی مبہم کا اقرارامر طبعی ہے اوراُس کے سبب سے لامذہب آدمی اورمنکر خدا بھی بہشت میں جاتا ہے نہ اقرار وحدت سے مگر اقرار ہستی سے جونامعلوم ہے۔ اس صورت میں حضرت محمد کی اورقرآنی ہدایات کی کچھ ضرورت نہیں ہے نیچر کی کیفیت تودنیاوی علوم سے اورعقل سے معلوم ہوتی ہے اورنجات کی راہ صرف ہستی باری کا مردہ سا خیال بھی ہمارے اندرکافی ہے تب اسلام کو تو رخصت کرنا چاہیے تھا قدیم کوبھی اورجدید کو بھی۔اوریہ بھی کہنا چاہیے تھا کہ کفر مطابق جوسید صاحب کے خیال میں موجب خلود فی النار ہے معدوم ہےکیونکہ اقرارباری توامر طبعی ہے

اورکفر شرعی جوموجب خلود فی النارنہیں ہے وہ بھی کالعدم
شی ہے پس کفرکا وجوود ہی جہان میں نہیں ہے اورجس کو
کفر کہتے ہیں وہ عین اسلام ہے تب نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام نام
کفر کا ہے نہ فطرت کا بموجب تعریف اسلام جدید کے
جوسید صاحب سے ہے اورپھر سید صاحب کا یوں کہنا کہ
نبیوں کا دنیا میں آنا صرف اسی مطلب سے تھاکہ لوگوں
کووحدت الہٰی کی تعلیم دیں اس کے کیا معنی ہیں اگر اقرار
وحدت امر طبعی ہے تو ضرور ہے کہ ہرطبیعت انسانی کے
ساتھ رہے پھر وہ کون آدمی دنیا میں کب تھے کہ خلاف اقتضا
طبعی کےکئی خدا مان بیٹے تھے اورنیچری امر کو معلوم کردیا
تھا جن کی قدیم تعلیم کے لئے نبی اٹھے کیوں نہیں کہتے کہ وہ امر
تعلیمی ہے نہ طبعی۔

اوریہ کہنا کہ نبی اسی غرض سے آئے تھے کچھ وزن دار
بات نہیں کیونکہ نبیوں کے لئے اور، اورکام بھی دنیا میں تھے
جوبہت ضروری تھے حضرت محمد کو چھوڑکر میں سب برحق
پیغمبروں کے کام بتلاتاہوں پہلا کام تھا خدا تعالیٰ کوظاہر کرنا
کہ وہ کیسا ہے کیونکہ عقل سے دریافت نہیں ہوسکتا تھا
دوسرا کام تھاآدمیوں کی بد حالت یا نیچری فتورکا اُن پرخوب
ظاہر کرناکہ وہ کیسی بگڑی ہوئی نیچرمیں مقید ہیں تیسرا کام
تھاخدا کے احکام دکھلا کر اُن پر یہ روشن کرنا کہ آدمی کیسے
ناچارہیں کہ خدا کے احکام پربہ سبب اپنی بگڑی ہوئی نیچر
کے چل نہیں سکتے چوتھاکام یہ تھا کہ اُن کی مخلصی کی راہ
اُنہیں کفارہ میں دکھلانا کہ اس نیچرکی بُری حالت سے وہ کیونکر
نکلیں اورالہٰی نیچرمیں شامل ہوں تاکہ ابد تک جئیں کیونکہ
الہٰی نیچرکو زندگی اورخوشی کامل لازم ہے جیسے اس انسانی
نیچرکوموت اورلعنت یعنی ہرطرح دکھ لازم ہے۔

اورہم اُن پیغبروں کی کتابوں میں یہ بات ہرگز نہیں
دیکھتے کہ اُنہوں نے انسان کی نجات کامدار صرف اقرار
وحدانیت پررکھاہو ہاں اُنکی تعلیم میں وحدانیت اللہ کا اقرار
سچا اورپاک اقراربتایا گیاہے پر مدارنجات نہیں بتلایا گیاجیسے
اور بھی بہت سے سچے اقرار ہیں جوماننے کےلائق اورمفید
اوربرحق ہیں نبی تویوں کہتے ہیں کہ توخدا کوایک جانتاہے
اچھا کرتاہے مگر شیطان بھی خدا کو ایک جانتاہے اور
تھرتھراتا ہے۔ اگراقراروحدت شیطان کیلئے مفید ہے توتیرے

لئے بھی ہوسکتا ہے تیری سلامتی اسی میں ہے کہ تو اس نیچری حالت کو چھوڑے اس پر توالہٰی لعنت گناہ کے سبب سے پڑی ہوئی ہے اورتوالہٰی طبیعت یا نیچریا مزاج کو حاصل کرے یہ پیغمبروں کی تعلیمات کا حاصل ہے نہ یہ کہ خدا کوایک جان خواہ وحدت کے معنی معلوم ہوں یا نہ ہوں اورساری بدی کرتا رہ توبھی ضرورنجات پائیگا۔

خدا کو واحد جاننے کا مطلب کیا ہے نہ صرف یہ کہ اسکی ذات کو تعدد سے بری اورمعرا جاننا۔ مگریہ بھی کہ وہ جواکیلا خالق اورمالك ہے اُسی کی بڑی عزت کرنااُس کی اطاعت کرنا اوراُسی پر بھروسہ رکھنا ہے۔

جو کوئی یہ نہ کرے صرف واجب الوجود کی وحدت احتمالی کا دم مارے اسکو اس خیال سے کیا حاصل ہے۔ چاہیئے کہ عقلاً ایسا آدمی زیادہ تر سزا کے لائق ٹھہرے نہ بہشت کے کیونکہ اُس نے خدا کو درست پہچان کے بھی اُس کی عزت نہ کی نہ اطاعت کی بلکہ یہ دکھلایا کہ میں خدا کو جانتاہوں لیکن وہ اطاعتی اورجلالی عزت جوخدا کا حق ہے اپنے نفس امارہ کو دیتاہوں۔

یہ شخص موحد کہاں ہے یہ تومشرك ہے کیونکہ اس کا دوسرا خدا اس کا نفس ہے ایك خدا اپنی عقل میں لے رہا ہے دوسرا خدا اپنے دل میں ایك کی پرستش اپنے قول میں دوسرے کی پرستش اپنے فعل میں کرتا ہے پس موحد شریر چوراورزناکار جوہے اُس کے حق میں اقرار وحدت بہت ہی مضر ہے نہ مفید اگرسید صاحب ایسے موحد کومشرك بناکر اسلام سے نکالتے تومفید تھا یا اسے مسلمان سمجھ کر بہشتی بتلاتنا مفید ہے ناظرین آپ ہی انصاف کریں خدا کا واحد جاننے والا وہی ہے جوخدا کو مانتابھی ہے جومانتانہیں وہ جانتا بھی نہیں بلکہ جس کو مانتا ہے درحقیقت اُسی کو جانتا ہے۔

میں نے کتاب تعلیم محمدی میں کہیں یہ دکھلایا ہے کہ حضرت محمد نے یہ برُی تعلیم دی تھی کہ آدمی زنا وچوری کرکے بھی بہشت میں جائیگا کیونکہ بہشت صرف اقرار وحدت پر ہے۔اب سید صاحب اُس سے بھی کچھ زیادہ دکھلاتے ہیں کہ منکر خدا بھی بہشت میں جائے گا کیونکہ اُس کے انکار میں

بھی اقرار شامل ہے تب بہشت کے لئے کیسا چوڑا راستہ کھلا ہے۔ ہم ایسا سمجھتے ہیں کہ بہشت کی راہ بہت تلگ ہے۔

یہ بات تومیں بہت برسوں سے مانتا اورجانتاہوں کہ اسلام میں بہت سی باتیں نیچر کے مطابق بیان ہوئی ہیں خصوصاً نفسانی نیچر کے مطابق مگرروحانی نیچری اقتضا جوہرآدمی میں ہیں جنکی تکمیل کےلئے سچ دین کی تلاش ہرعاقبت اندیش کوہے اُن مقتضیات فطریہ سے جوتمام فطرت انسانی کے اصل اُصول یا مدارج اعلیٰ ہیں اسلام ہزار ہزارکوس دوسر ہے نہ تواس کیفیت نیچرمعلومہ سے ۔ اورنہ اسلام سے دونوں میں سے کسی سے بھی نہیں ہوسکتا کہ طالبان راستی کی سیری اُن مقتضیات روحانیہ کے بارہ میں کردے یہ توصرف الہام برحق ہی کا خاصہ ہے کہ انسانی نیچر کے اعلیٰ تقاضے پورے کرے جس سے یہ نیچر قائم ہے اُسی سے اس نیچر کے تقاضے پورے ہوسکتے ہیں اورکسی مصنوعی خیال سے کبھی ہوہی نہیں سکتے۔

ہاں اسلام جسمانی فطری تقاضے مثلاً زناکاری وچوری وغیرہ یا عورتوں کی بابت زیادہ بیان کرتا ہے پریہ اُس کا عیب ہے نہ ہنر۔جس قدردنیا میں باطل مذاہب ہیں وہ سب کے سب اسی طرح کی نیچری باتیں کرتے ہیں کیونکہ انسان کا خیال اس نیچر کے باہر پہنچ ہی نہیں سکتا جب تک اُسے نیچر کا خالق کچھ نہ دکھلائے۔پس وہ جوخدا کے حکم سے بولتے ہیں وہ خدا سے سیکھ کر سکھلاتے ہیں ۔ جوآدمی اپنی مرضی سے بولتے ہیں وہ اپنے نیچرمیں جوکچھ دیکھتے ہیں سکھلاتے ہیں اوروہی باتیں نکالتے ہیں جوسب کو حاصل ہیں پراندھیرا دفعہ نہیں ہوسکتا جب تک باہر سے روشنی نہ پہنچے آدمی میں کیا ہے کوئی خوبی اُس میں نہیں ہے صرف اندھیرا اور نادانی اورگناہ بھرا ہوا ہے آدمی بہت محتاج ہے خدا کی مہربانی کی نظر کا تاکہ اس نیچرکی بدی سے نکلے اورالہٰی نیچرمیں داخل ہوکہ خدا کے ساتھ ابدتک کامل خوشی میں جئے ، فقط والسلام